© rasailojaraid.com

ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ — ایک صاحب طرز انشاپرداز

محمد علاء الدین، استاذ، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

جاحظ کی خلقت، ہیئت اور حالات زندگی

جاحظ کا پورا نام ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب ہے سنہ ۱۵۵ھ میں بصرہ میں عدم سے عالم فانی میں چشم کشا ہوا، اور وہیں نشوونما پائی۔ ان دنوں بصرہ گہوارۂ علم اور گلزار ادب بنا ہوا تھا۔ اس عالمانہ فضا میں جاحظ نے اصمعی اور ابوعبیدہ جیسے علامۂ وقت کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا جو آسمان لغت و روایت اور تنقید و تبصرہ کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ابواسحاق معتزلی سے علم کلام حاصل کیا۔ ان کے علاوہ عرب کے بہت سے انشا پردازوں اور مترجموں سے استفادۂ علمی کیا۔ مطالعۂ کتب کا شوق اس کو جنون کی حد تک تھا۔ اپنی اس علمی تشنگی کو بجھانے کے لئے وہ محرروں اور کاغذ فروشوں کی دکانیں کرایہ پر لے لیتا اور رغرق مطالعہ رہتا۔ جو کتاب اس کے ہاتھ لگ جاتی اس کا رس چوس لیتا۔ اسی وجہ سے وہ مختلف علوم و فنون کا رازداں اور انشاء میں طرز جدید کا موجد اور قابل تقلید بن گیا۔

جاحظ کی صورت ایسی تھی کہ شریر بچوں کو خاموش کرنے کے لئے اس کی تصویر پیش کی جا سکتی ہے۔ بدشکل چہرہ، بے ڈول جسم اور ابھری ہوئی بدنما آنکھیں اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صورت و ہیئت کا نمونہ ہیں۔ بدوضع ابھری ہوئی آنکھوں نے ہی اس کو ابتداء ہی عمر سے جاحظ (ابھری ہوئی آنکھوں والا) بنا دیا تھا۔ اور یہ جاحظیت اس کی شخصیت پر اس طرح چھا گئی کہ خواص کو بھی اس کے اسم اصلی کی واقفیت کے لئے بڑی دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے ——— عبدالرحمٰن طاہر سورتی نے استاذ احمد حسن زیات کی کتاب تاریخ ادب عرب کے ترجمہ میں صفحہ ۳۶۱ پر ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ جس سے جاحظ کی ہیئت کذائی پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اور اس کی بدشکلی کے مکروہ خدوخال واضح ہوجاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں خلیفہ متوکل نے جب اس کے علم وفہم کی تعریفیں سنیں تو اسے اپنے لڑکے کا اتالیق بنانے کے لئے سرمن رای (بغداد کے قریب ایک شہر ہے) میں اپنے پاس بلوایا۔ مگر جب اس کی مکروہ شکل دیکھی تو اسے دس ہزار درہم دے کر واپس کردیا۔"

جاحظ کی زندگی کا اکثر حصہ فارغ البالی اور عیش وعشرت میں گذرا۔ چونکہ وہ اپنے فاضلانہ مضامین اور رسائل وخطوط کی وجہ سے مقبول خواص تھا۔ مگر مامون، معتصم واثق اور متوکل کے عہد میں معاشی مجبوری اسے بار بار بغداد لے گئی۔ زندگی کے آخری حصہ میں وہ فالج کا شکار ہوگیا۔ جو دن بدن بڑھتا ہی رہا۔ یہاں تک کہ ۲۵۵ھ میں وہ اسی مرض کی وجہ سے اپنی حیات کے سویں سال میں داعیٔ اجل کو لبیک کہنے پر مجبور ہوگیا۔

جاحظ کا مسلک

ابو اسحاق نظام معتزلی سے تدرس کی وجہ سے وہ اعتزال کے سانچے میں ڈھل گیا تھا۔ وہ مسلک معتزلہ کی حمایت میں تقاریر کرتا اور مضامین لکھتا۔ اور رفتہ رفتہ وہ اس معاملہ میں شدت پسند بنتا چلا گیا۔ وہ مسلکاً اور اعتقاداً صرف عصمت انبیاء کا قائل تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صحابہؓ و تابعین وغیرہم کو عام انسانوں کی طرح سمجھتا تھا اور ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تعقل وکمال کے ساتھ ان میں نقائص و شہوات و نفسانیت کا وجود بھی اس کے مسلک میں شامل تھا۔

جاحظ کا ادبی نظریہ

کتاب علم الادب، مقالات لمشاهير العرب على الجزء الاولى من علم الادب، جمع الاب لويس شيخو اليسوعي، بيروت ۱۸۸۸ کے صفحہ ۲۱۵ پر "البحث الرابع في خواص الكلام الحر عن ابن المعتز والرماني" کے عنوان کے تحت منقول جاحظ کا درج ذیل قول اس کے ادبی نظریہ کی مکمل وضاحت کرتا ہے۔

"قال الجاحظ ان المعنى اذا كان شريفاً وكان اللفظ بليغاً وكان صحيح الطبع بعيداً من الاستكراه منزهاً عن الاختلال مصوناً عن التكلف صنع في القلب صنيع الغيث في التربة الكريمة ومتى فصلت الكلمة عن هذه الشريطة ونفذت من قائلها على هذه الصفة كساها الله من التوفيق ومنحها من التاييد ما لا يمتنع من تعظيمها به صدور الجبابرة ولا يذهل عن فهمها معه عقول الجهلة"

جاحظ کے مندرجہ بالا قول سے اس نظریہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ وہ ناقص ادب کو کوڑا دان کی خوراک سمجھتا تھا۔ اور وہ صرف ادب برائے ادب کا قائل نہیں تھا بلکہ ادب برائے زندگی کا حامی تھا۔ چونکہ ادب برائے ادب اپنے تمام اوصاف کے ساتھ صرف ذہنی اور دماغی فرحت و بشاشت اور سکون و اطمینان کا باعث بن سکتا ہے، دل کو متاثر نہیں کر سکتا۔ یہ خصوصیت صرف ادب برائے زندگی میں پائی جاتی ہے۔ جاحظ ادیب کو ادیب بننے کے لئے نہ صرف قارئین کے قلوب میں اترنے کا قائل ہے بلکہ اپنے ادبی اثرات سے وہ ادیب کو ایسی شمع افروزی کی دعوت دیتا ہے جو قارئین میں انقلاب صالح برپا کردے۔ صنع فی القلب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[illegible] فی العربیۃ الکریمۃ ۔

اس کے حاسدین

جاحظ اپنی ادبی بلاغت و فصاحت، زورِ قلم و سلاست و روانی اور مضامین مختلف النوع کے اختراع کے باعث معززین و سلاطینِ وقت کی نگاہوں میں محبوب و مقبول بن گیا تھا۔ اس کی یہ قبولیت اور عزت و عظمت معاصرین کی نظروں میں کھٹکنے لگی۔ اور وہ جاحظ کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے طرح طرح کے مکر و فریب کرنے لگے۔ جاحظ کو اس کا احساس تھا۔ چنانچہ "المحاسن والاضداد" کے مقدمہ اولیٰ پہلے حاسدین کے حرکات قبیحہ اور حسد و ڈاہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :۔

"انی ربما الفت الکتاب المحکم المتقن فی الدین والفقہ والرسائل والسیرۃ والخطب والخراج والاحکام وسائر فنون الحکمۃ وانسبہ الی نفسی فیتواطأ علی الطعن فیہ جماعۃ من اھل العلم بالحسد المرکب فیھم وھم یعرفون براعتہ وفصاحتہ"

اس نے آگے چل کر بڑے مزے کی بات یہ کہی ہے کہ امرائے وقت کی نظروں میں میری کتابوں کے سقوط کی صرف کوشش ہی نہیں کی جاتی ہے بلکہ حاسدین میری تالیف و تصنیف کو میرے متقدمین جیسے ابن مقفع اور خلیل وغیرہ کے نام موسوم کرکے میری مساعی کو رائیگاں اور مجھے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش سے بھی باز نہیں آتے ہیں۔

"البیان والتبیین" کے محقق و شارح حسن سندوبی نے اسی کتاب کے صفحات پر اس قسم کی باتیں تحریر کی ہیں جس سے معاصرین کے بغض و عداوت کا پتہ چلتا ہے۔

"وقد یلمزہ بعضھم بانہ کان کثیر الاستطرادات کبیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التهافت على الاستشهادات، يحشد بها كتبه، ويفخم بها اسفاره
ولولا هذا التكلف لقل ما عاب عليه۔

لیکن انہوں نے لامزین کے الزامات کو بے جا اور لغو قرار دیا ہے اور اسے ان کی کج فہمی پر محمول کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"ولیس الحال کذالک، ولا الامر علی ما ذهب الیه ذالک اللامز
ولکن هذا الحال ان دل علی شیٔ فانما یدل علی سعة اطلاع الجاحظ
علی تبحره فی معارفه وعلی حفول صدره بشتی المسائل والمعلومات"

مگر استاذ احمد حسن زیات نے جاحظ کے کلام کے متعلق بدیع کا قول "جاحظ کے کلام میں اشارہ کا بُعد، عبارت کا قرب اور استعارہ کی قلت ہے" نقل کیا ہے اور فرمایا ہے "یہ فیصلہ اگرچہ سخت ہے، تاہم بہت جگہوں پر درست ثابت ہوتا ہے" (تاریخ ادب عربی از استاذ احمد حسن زیات ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی صفحہ ۳۶۲)

جاحظ کا علمی و ادبی مرتبہ

جاحظ کا مرتبہ علمی و ادبی اعتبار سے اتنا بلند ہے، جہاں تک تخیل کی رسائی ناممکن ہے۔ الفاظ اپنی وسعت کھو دیتے ہیں۔ ادباء کا زورِ قلم ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس موڑ پر آکر سب لوگ اپنا قلم شکستہ، اپنے الفاظ تنگ، اپنا تصور و تخیل نارسا اور ذہن مفلوج پاتے ہیں

چنانچہ استاذ احمد حسن زیات نے عہد عباسی کے مختلف انشاپردازوں کے علمی و ادبی مرتبہ اور قابلیت کا تذکرہ اپنے مختلف الفاظ میں کیا ہے۔ مگر جاحظ کے علمی و ادبی مرتبہ کے تعین میں ان کا قلم تھرا گیا ہے۔ دماغ مفلوج اور ہاتھ شل ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور انھیں بے بس ہو کر کہنا پڑا ہے۔

"اس مختصر بیان اور کوتاہ قلم میں یہ قوت نہیں کہ وہ نابغۂ عرب اور مشرق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے جاحظ کے ادبی مآثرات کو قارئین کے سامنے بیان کر سکے۔ ہمارے لئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "وفور علم، قوت استدلال بحث کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہونا اسلوب میں شدت اور کلام کے دل نشین اور بلیغ ہونے کے باعث وہ اپنے تمام ساتھیوں سے سبقت لے گیا تھا۔ وہ تمام علوم میں زبردست محقق عالم کی طرح سنجیدہ مضامین لکھتا رہا۔ اور یہی سب سے پہلا عربی عالم ہے، جس نے سنجیدہ و مزاحیہ مضامین کی باہم آمیزش اور گفتگو کے موضوعات میں وسعت پیدا کی۔ بہت سی تصانیف چھوڑیں اور حیوانات و نباتات، اخلاقیات و اجتماعیات کے موضوع پر بہت کچھ لکھا۔" (تاریخ ادب عربی از احمد حسن زیات ترجمہ عبدالرحمن سورتی صفحہ ۲۶۱،۲۶۲)

ابن العمید جس کے متعلق لوگوں میں یہ مقولہ مشہور ہو گیا تھا کہ "انشاپردازی عبدالحمید سے شروع ہوئی اور ابن العمید پر ختم ہو گئی۔" اس نے جاحظ کے علو مرتبت کو اپنے طرز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"کتب الجاحظ تعلم العقل اولاً والادب ثانیاً"

حسن سندوبی نے کہا ہے۔

"وھل وقفت عبقریۃ الجاحظ عند حد اتقان المعارف العامۃ والثقافات الشائعۃ علی تنوعھا حتی عھدہ؟ کلا فما کانت ھمتہ تعرف شیئاً من الحد ودنحو العرفان؟ من اجل ھذا عرض لکثیر من المسائل التی لم یفکر فیھا احد غیرہ وفتح للناس ابواباً کثیرۃ فی امور شتی لم یکن من تقدمہ من العلماء، والکتاب واھل الادب یحسبونھا مما یدخل فی صنوف الادب۔" (البیان والتبیین صفحہ ۲۰۸)

اس کے آگے حسن سندوبی نے اس کی علویت پر طویل عبارت آرائی کی ہے۔ سندوبی کی ایک عبارت سے جاحظ کی عبقریت اور وسعت نظری کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ وہ اپنی جس فکر یا رائے کو ناقص سمجھتا تھا، اس کی تردید میں جھجک یا کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرتا تھا۔

"وھو اول من وضع کتابا فی فکرۃ من الافکار وفی مبادئ من الآراء ثم نقضہ بکتاب آخر، توسعاً منہ فی البلاغۃ وتفننا فی البراعۃ او رجوعا الی مظنۃ الحقیقۃ التی قد یکون استبھم علیہ سبیلھا فی اول الامر وایثارا للصواب ولم یکن ھذا النوع من المؤلفات التی یراجع نفسہ فیھا۔ بعد وصف الاسباء والنحل والاھواء"

(البیان والتبیین صفحہ ۹)

جاحظ کی تالیف "المحاسن والاضداد" (مطبعۃ المعاہد بجوار قسم الجمالیۃ بالقاہرۃ ۱۳۲۴ھ) کے TITLE PAGE پر اسے "امام اہل الادب" لکھا گیا ہے۔

حسن سندوبی نے "البیان والتبیین" میں "الجاحظ تحلیل ادبہ وعلمہ ونفسیتہ" کے تحت جاحظ پر جو فاضلانہ اور تفصیلی مضمون لکھا ہے اس سے جاحظ کی حیات کے ہر گوشہ پر روشنی پڑتی ہے۔ مگر آخر میں چل کر انہوں نے بھی جاحظ کی رفعت مقام کی تعیین میں اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"ھذا ما ارتاینا من خصائص الجاحظ وھی بلاشک شذور من مزایاہ۔ امام الالمام بما لہ من صفات او استیعاب ما لہ من مناقب وسمات، فامر فوق متناول الایدی والاقلام"

(البیان والتبیین صفحہ ۱۵)

جاحظ کی اخلاقی پستی

ENVIRONMENT & HERIDITY (PSYCHOLOGISTS)

میں سے کون رجال سازی میں زیادہ موثر ہے، اس باب میں عہد قدیم سے اب

© rasailojaraid.com

سمجھتے ہوتے ہیں گویا (WOOD WORTH) نے معتدلین کے درمیان

جادۂ اعتدال پیدا کرنے کی کوشش ہے، مگر PSYCHOLOGISTS کا

سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے انسان کے جسمانی روحانی

ارتقاء اور اخلاق کا انحصار ماحول اور عقائد دونوں پر ہے ـــــ مگر جاحظ علمی

اور اخلاقی اعتبار سے ماحول کا پروردہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر بصرہ کی عالمانہ فضا

نے اسے بے نظیر انشا پرداز بنا دیا تھا تو وہ بغداد کے عیش پرستانہ ماحول کی وجہ

سے اخلاقی اعتبار سے نہایت پست بھی بن چکا تھا۔

حسن سندوبی نے جاحظ کی کتاب "البیان والتبیین" حققہ وشرحہ حسن

السندوبی" میں اپنے مقالہ "الجاحظ تحلیل ادبہ وعلمہ ونفسیتہ"

کے تحت جہاں معترضین کے الزامات کی تردید میں جاحظ کے تبحر معرفت وسعت

معلومات اور حصول صدر کا سہارا لیا ہے اور اسے رأس مذہب فی العقائد کے

ساتھ ساتھ رأس مذہب فی الادب بھی قرار دیا ہے وہیں انہوں نے اس

میں اس کی اخلاقی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"اما خصائصہ النفسیۃ ووجہات نظرتہ فی الحیاۃ فقد کان

علی ما ظہر منہ میالا بطبعہ الی التحلیل من القیود التی تقف بامثالہ

ونظرائہ من معاصریہ عند مقتضیات التقالید وموجبات العادات

فہو لم یشأ اتخاذ زوجۃ تشارکہ باساء الحیاۃ وضراءہا بل انصرف

الی اتخاذ الجواری والقیان یتسری منہن بما تطیب بہا نفسہ و

یصبو الیہا حسہ یمسکہا ما استقام امرہا معہ" (البیان والتبیین ص...)

حسن سندوبی کے آئینہ میں جاحظ حتی الوسع لذات حیات فانیہ سے لطف

وتمتع ہونے میں کوشاں نظر آتا ہے۔

© rasailojaraid.com

"وكان الجاحظ يرى الاستمتاع بملاذ الحياة والحظ بمباهج الضحك أن ينال منها ما يمكن أن تصبو إليه أوسع النفوس البشرية أملاً وغاية۔"
(البیان والتبیین صفحہ ۱۴۲)

مگر تاریخ ادب عربی از استاذ احمد حسن زیات ترجمہ عبدالرحمن طاہر سورتی، مؤسس انجمن ترقی عربی، پاکستان، ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور سنہ ۱۹۶۱ء کے صفحہ ۳۴۱ میں جاحظ کے اخلاق کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"جاحظ طنز و مزاح کا خوگر نیز مروجہ رسوم و آداب کی ہنسی اڑانے کا عادی تھا تاہم وہ نہایت سلیم الطبع، زندہ دل، شگفتہ مزاج، ظریف اور اپنے دوستوں کا سچا ہمدرد تھا۔"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ استاذ احمد حسن زیات جاحظ کی ادبی تابناکی میں اس کی اخلاقی تاریکی کو نہیں دیکھ سکے یا انھوں نے چشم پوشی کر کے طلبۂ ادب عربی سے جاحظ کے اس تاریک پہلو کو صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ حسن سندوبی جو اپنے مقالے میں جاحظ کے بڑے معتقد اور پکے وکیل نظر آتے ہیں اور انھوں نے مختلف مقامات پر اپنے دلائل کے ذریعہ جاحظ کے دامن کو داغ دار ہونے سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ اپنے قلم کو درج بالا حقیقت کے انکشاف سے نہیں روک سکے۔ مگر چہ انھوں نے اس کی اخلاقی پستی کا سہرا ماحول کے سر باندھا ہے۔

"والحق أن عصر الجاحظ كان عصر الاستمتاع بكل ما تتعلق به النفس الانسانية من أماني وآمال، ومن خير وشر، ومن نقص وفضل ومن علم وجهل ومن استقامة واستهتار ومن نسك وفتك ومن تقية واسترسال ومن إيمان والحاد ومن خطل وسداد، فكانت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقیت فی ذلک الدھر اشبہ بلندن وباریس وطوکیو ونیویورک
وروما مجتمعۃ فی ھذا العصر فیھا نزعات العقول وھواج الارواح
ومراد العیون، وشھوات النفوس۔ فلھان القلوب غیران الجاحظ کان
یتناول شھوات نفسہ ونزعات عقلہ ولذائذ قلبہ فی تعقل وتلطف فی
اعتدال

جاحظ کے صرف ذہنی استمتاع کا سبب اس کی نفاست ہی نہیں بلکہ تولیدی صلاحیت کا فقدان تھا جیسا کہ حسن سندوبی نے کہا ہے:

"وقد کان عقیما فلم یعرف انہ ولد لہ ولد"

جاحظ کی سوانح عمری میں دقت بینی و دیدہ ریزی کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک وہ فارغ البال اور بغداد سے دور رہا۔ اس کے اندر اخلاقی دنیت بھی نہیں پائی جاتی تھی۔ مگر معاشی مجبوری کی وجہ سے بار بار بغداد جانے کی وجہ سے ایک تو وہ بغداد کی آب و ہوا سے متاثر ہوا نیز اپنے آلام و مصائب اور معاشی پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے وہ لذات فانی میں غرق ہوتا چلا گیا۔ اور مضطرب شہوات میں اطمینان و سکون کی جستجو میں وہ اخلاقی اعتبار سے پستی کا شکار ہو گیا۔

جاحظ بحیثیت موجد

انشا پردازی مظہر عقل و آئینۂ فکر ہے۔ اس کے جام جم میں احوال و کوائف وقت کا عکس جھلکتا ہے۔ یہ سیاست و حضارت سے متاثر ہوتی ہے۔ اور زمانے کے حالات کے مطابق اس کا طرز بدلتا رہتا ہے۔ انشا پردازی کی اس نیرنگی میں بعض ایسی شخصیتیں بھی ابھرتی ہیں۔ جن کے رنگ میں خود کو رنگنا ابھارا اپنے لئے باعث فخر و کمال سمجھتے ہیں کہ جن کا اپنا اسلوب ہوتا ہے۔ متقدمین سے الگ اپنا طرز بیان ہوتا ہے۔ اور جاحظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راہ میں ایسی شمع افروزی کر جاتے ہیں جس کی روشنی میں متاخرین کی ضیاء قلم صفحۂ قرطاس پر کواکب و انجم کی شکل میں منتشر نظر آتی ہے۔

عربی آسمانِ صحافت و ادبیت پر جاحظ خورشید کی طرح طلوع ہوا اور اب تک غروب نہیں ہو سکا ہے۔ اسی کی درخشانیت کے سہارے اب تک کے عربی انشا پرداز راہ ادبیت میں رواں دواں ہیں۔

عربی انشا پردازی میں جاحظ سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے متقدمین انشا پردازوں سے الگ طرزِ جدید کی بنا ڈالی۔ اور اس میں ایسی راہ ہموار کی جس پر چلنا متاخرین نے باعثِ سعادت سمجھا۔ اور جاحظ سے لے کر اب تک انشا پردازی میں کوئی ایسی کتاب عالمِ وجود میں نہیں آئی جو جاحظ کی مرہونِ منت نہ ہو۔ جاحظ کے بعد کی انشا پردازی کا مطالعہ کنندہ قاضی فاضل کے اس قول کی صداقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے:

«ما منا معاشر الکتاب الا من دخل من کتب الجاحظ الحانة، وشن علیها الغارة، وخرج وعلی کتفه منها کارة»

عبدالرحمن بن خلدون نے «مقدمہ ابن خلدون» (المطبعۃ الازہریۃ بجوار الازہر بمصر سنہ ۱۹۳۰ء) کے صفحہ ۴۸۹ پر «علم الادب» کے عنوان کے ضمن میں تحریر کیا ہے:

«وسمعنا من شیوخنا فی مجالس التعلیم ان اصول هذا الفن وارکانه اربعة دواوین وهی ادب الکاتب لابن قتیبة وکتاب الکامل للمبرد و کتاب البیان والتبیین للجاحظ و کتاب النوادر لابی علی القالی البغدادی وما سوی هذه الاربعة فتبع لها وفروع عنها»

احمد حسن زیات نے عہد عباسی کے انشا پردازوں کو چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دوسرے طبقے کا رئیس جاحظ کو قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

دوسرے طبقے کا رئیس جاحظ ہے عبارت کے آسان اور پُر شوکت ہونے میں اس کا اسلوب پہلے طبقہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ لیکن اس طبقہ کے اسلوب کی خصوصیات میں ایک جملہ کو بہت سے مقفی یا غیر مقفی فقروں میں توڑنا، الفاظ اور جملوں میں اطناب، بات میں بات نکالتے چلا جانا، پڑھنے والوں کی اکتاہٹ دور کرنے کے لئے سنجیدہ اور ٹھوس مضامین میں ہنسی مذاق کی آمیزش، مضمون کے تمام گوشوں کو اجاگر کرنا اور مطلب کو کھول کر بیان کرنا، عقل و منطق سے استدلال اور انتہائی عبارت میں دعائیہ جملے لانا ہیں۔ اس طبقہ میں قتیبہ، مبرد اور صولی ہیں۔

(ترجمہ عبدالرحمن سوری صفحہ ۲۳۶)

انہوں نے چوتھے طبقے کا سرخیل قاضی فاضل کو کہا ہے اور جاحظ کی انشا پردازی سے متاخرین کی اثر پذیری قاضی فاضل کے مذکورہ قول سے واضح ہو چکی ہے۔

جاحظ نے جادۂ انشا پردازی میں جدیدیت کے ساتھ ساتھ ادبی علویت کی ایسی شمع فروزاں کی جس کی ضیا پاشی سے ذرے آفتاب بنتے گئے اور خواص نے انشا پردازی کی کسوٹی جاحظ کی انشا پردازی کو قرار دیا۔

فیقال فی الاسالیب الادبیۃ اذا کانت قد بلغت اعلی طبقات البلاغۃ واسمی منازل البیان ذکاءً متوضحۃ المعانی سہلۃ الالفاظ نقیۃ الکلمات "ھذہ عبارۃ جاحظیۃ" ویقال فی الرسالۃ جمعت صور الکلام الی التبسط فی المعانی وکانت کثیرۃ الافتنان متعددۃ فیھا الموضوعات بعضھا بذ واثب بعض، ینتقل فیھا القاری من فن الی فن ومن لون الی لون، ومن معنی مطلق الی معنی مبتکر "ھذا ادب جاحظی"۔ (حسندوبی البیان والتبیین صفحہ ۱۷)

آگے چل کر حسن سندوبی نے لکھا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"وما من كاتب منذ عهد الجاحظ الى الآن الا وللجاحظ فى عنقه منة محمودة ويد مبسوطة او نعمة سابغة "

استاذ حسن زیات نے جاحظ کے اختراع و ایجاد کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"جاحظ انشا پردازی کو پرانے طریقے سے نکال کر اسے ایک نئے طرز اور جدید موضوع کی طرف لایا۔ اس نے خطوط نویسوں، مضمون نگاروں اور مصنفوں کے لئے انشا پردازی میں ایک نیا راستہ کھولا ہے۔ (ترجمہ عبدالرحمٰن سورتی صفحہ ۳۶۲)

اس طرح درج بالا مورخین و ناقدین کے اقوال سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ کہ جاحظ انشا پردازی میں ایک موجد کی حیثیت رکھتا ہے اور اب تک عرب انشا پرداز کسی نہ کسی طرح اس کی اتباع پر مجبور رہیں۔

جاحظ کی تصانیف

جاحظ کی تصانیف دو سو سے زائد ہیں۔ اور استاذ ابن العمید کا کہنا ہے "کتب الجاحظ تعلم العقل اولاً والادب ثانیاً"

مگر اس کی تصانیف میں سے صرف درج ذیل چار کتابیں مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

کتاب البیان والتبیین، کتاب الحیوان، کتاب المحاسن والاضداد اور کتاب البخلاء۔

© rasailojaraid.com